حج بیت اللہ

(www.paighamequran.com)

اقسام حج: پاکستانی عازمین عموماً حجِ تمتع کرتے ہیں جو سب سے افضل ہے۔اس میں گھر سے روانگی کے وقت یا میقات کے پاس صرف عمرہ کی نیت کی جاتی ہےاور عمرہ مکمل کر لینے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے۔[ارکانِ عمرہ: دو فرائض: (۱) احرام مع نیت وتلبیہ (۲) طواف کعبہ۔ دو واجبات: (۱) صفا و مروا کی سعی (۲) حلق یا قصر]۔ پھر آٹھ ذی الحجہ کو دوبارہ حج کی نیت سے مکہ ہی سے احرام باندھا جاتا ہے۔حج قرن میں حج اور عمرہ دونوں جبکہ حج مفرد میں صرف حج کی نیت کی جاتی ہے۔

فرائضِ حج: (۱) اِحرام۔مردوں کے لیے دو چادریں جبکہ عورتوں کے لیے معمول کا لباس۔نیت کرنا اور تین بار تلبیہ پڑھنا۔(۲) وقوفِ عرفات۔(۳) طوافِ زیارت (خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا)۔

واجباتِ حج: ۱۔وقوفِ مزدلفہ ۲۔رمی (جمرات کو کنکریاں مارنا) ۳۔حج کی قربانی ۴۔بالوں کا حلق یا قصر ۵۔صفا و مروا کی سعی (صفا پہاڑی سے مروا پہاڑی تک آنا اور جانا، کل سات مرتبہ) ٦۔طوافِ وداع۔

ایامِ حج اور مناسکِ حج

۸/ذی الحجہ: ☆اپنی رہائش پر غسل یا وضو کر کے احرام باندھنا۔☆اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل نماز ادا کرنا۔☆ پھر حج کی نیت کرنا کہ اے اللہ میں حج کی نیت کرتا/کرتی ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور قبول فرمائیے۔(اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیدُ الحَجَّ فَیَسِّرہُ لِی وَ تَقَبَّلہُ مِنِّی) ☆اس کے بعد تین مرتبہ تلبیہ پڑھنا۔☆ اب احرام کی پابندیاں شروع ہو گئیں۔☆اس کے بعد حرم سے کوئی آٹھ کلومیٹر دور منیٰ روانگی، جہاں دن اور رات کو منیٰ میں قیام کرنا۔

۹/ذی الحجہ: ☆ طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ سے ۱۴ کلومیٹر دور عرفات کو روانگی۔☆غسل یا وضو کر کے زوال سے غروبِ آفتاب تک دوسرا فرض وقوفِ عرفات کرنا جو کھڑے ہو کر کرنا افضل ہے۔☆غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ مغرب پڑھے بغیر عرفات سے ۹ کلومیٹر دور مزدلفہ روانہ ہونا۔☆ مزدلفہ پہنچنے کے بعد (رات جس وقت بھی پہنچیں) مغرب اور عشا کی نمازیں اکٹھی پڑھنا۔☆ یہ مبارک رات ہے۔اس رات ذکر اذکار، دعا اور آرام کرنا ہے۔

۱۰/ذی الحجہ: ☆ مزدلفہ ہی میں نمازِ فجر کے بعد سے طلوعِ آفتاب کے قریب تک وقوفِ مزدلفہ کرنا۔☆ رَمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا۔(احتیاطاً ۸۰ کنکریاں جمع کر لیں)۔☆ طلوعِ آفتاب کے بعد مزدلفہ سے پانچ کلومیٹر دور منیٰ روانہ ہونا۔☆ زوال سے پہلے منیٰ میں **جمرہ عقبہ کی رمی کرنا** یعنی سات کنکریاں مارنا۔رمی کے دوران آپ کا رُخ اس طرح ہو کہ دائیں جانب منیٰ اور بائیں جانب مکہ ہو۔☆ جمرہ عقبہ کی رمی کے آغاز سے ہی تلبیہ بند کر دینا۔☆ بطور شکرانہ **حج کی قربانی** کرنا۔☆ قربانی کرنے کے بعد بالوں کا **حلق (گنجا ہونا) یا قصر کرنا** (کم از کم سر کے ایک چوتھائی بالوں کو انگلی کے ایک پور کے برابر کاٹنا)۔خواتین تمام بالوں کے آخری سرے کو تقریباً دو انچ تک کاٹیں۔☆ اب زوجین کے تعلقات کے علاوہ احرام کی جملہ پابندیاں ختم ہو گئیں۔☆ غسل یا وضو کے بعد احرام میں ہی یا پھر عام لباس پہن کر مکہ روانہ ہونا۔☆ تیسرا اور آخری فرض، **طوافِ زیارت** کی ادائیگی جو ۱۰ تا ۱۲/ذی الحج کی جاسکتی ہے مگر ۱۰/ذی الحج کو کرنا افضل ہے۔☆ طوافِ زیارت کے بعد دو رکعت **نمازِ طواف** ادا کرنا۔☆ اگر ممکن ہو تو ملتزم پر دعا کرنا۔☆ زم زم کا پانی سیر ہو کر پینا۔☆ **صفا و مروا کی سعی** کرنا۔☆ جمرات کی رمی کے لئے منیٰ واپسی۔

۱۱/ذی الحجہ: ☆ بعد زوال اور غروبِ آفتاب سے قبل پہلے جمرہ اولیٰ پھر جمرہ وسطیٰ کی رَمی کرنا یعنی سات کنکریاں مارنا۔اس کے بعد دعا کرنا کہ یہ قبولیت کی گھڑی ہے☆ آخر میں جمرہ عقبہ کی رمی کرنا اس رَمی کے بعد کوئی دعا نہیں ہے۔

۱۲/ذی الحجہ: ☆ زوال اور غروبِ آفتاب کے درمیان تینوں جمرات کی بالترتیب رَمی کرنا۔☆ منیٰ میں ہی قیام کریں یا مکہ روانہ ہو جائیں۔☆ افضل یہی ہے کہ ۱۳/ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی بالترتیب رَمی کر کے ہی مکہ روانہ ہوں۔ **۱۳/ذی الحجہ:** ☆ اگر ۱۳/ذی الحجہ کی صبح منیٰ میں ہو گئی تو ۱۳/ذی الحجہ کی رمی بھی واجب ہو گی، ورنہ نہیں۔

دورانِ حج آمد و رفت کا خاکہ: (۱) مکہ میں مستقل رہائش گاہ (ہوٹل، رہائشی عمارت یا حجاج کے لئے قائم عزیزیہ رہائش) (۲) رہائش گاہ سے منیٰ (حرم سے منیٰ کا فاصلہ تقریباً ۸/کلومیٹر ہے) (۳) منیٰ سے عرفات (فاصلہ تقریباً ۱۴/کلومیٹر ہے) (۴) عرفات سے مزدلفہ (فاصلہ تقریباً ۹/کلومیٹر ہے)۔(۵) مزدلفہ سے منیٰ واپسی (فاصلہ تقریباً ۵/کلومیٹر ہے)۔(٦) منیٰ سے حرم (برائے طوافِ زیارت، فاصلہ تقریباً ۸/کلومیٹر ہے)۔(۷) حرم سے منیٰ واپسی۔

سفرحج کی قیام گاہیں

۱۔ ہوٹل ، رہائشی عمارت یا عزیزیہ: حجاج کرام ایامِ حج سے پہلے اور بعد میں یہیں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔چالیس روزہ سفرِ حج کے دوران یہاں کم و بیش ایک ماہ کا قیام ہوتا ہے، لہٰذا ہوٹل یا بلڈنگ کا نام، پتہ، فون اور حدود اربعہ وغیرہ صاف صاف اپنی جیبی ڈائری اور موبائل فون میں محفوظ کر لیں۔حرم سے یہاں پیدل آنے جانے کا راستہ یا پبلک ٹرانسپورٹ وغیرہ کو روٹ نمبر اور اترنے چڑھنے کا مقام یاد کر لیجئے۔یہ معلومات کسی ایک فرد کے پاس نہیں بلکہ ہر حاجی یعنی مرد، عورت اور بچوں تک کے پاس موجود ہونا چاہئے تاکہ خدانخواستہ بچھڑنے یا راستہ بھولنے کی صورت میں کسی کو بھی پتہ بتا کر ہوٹل پہنچا جا سکے۔اگر ہوٹل کا بزنس کارڈ مل جائے تو اسے بھی اپنے ہمراہ رکھیں۔

۲۔ منیٰ کے خیمے: ۔ایامِ حج (۸ سے ۱۳/ذی الحجہ) کے پانچ چھ روزہ قیام کے لئے یہ ایک طرح سے بیس کیمپ ہوتا ہے۔منیٰ کے انہی خیموں سے لاکھوں حاجی ۹/ذی الحجہ کو نمازِ فجر کے بعد اور دوپہر سے قبل میدانِ عرفات روانہ ہوتے ہیں۔خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ مگر متصل الاٹ کردہ ایئر کنڈیشنڈ خیموں میں پچیس تیس افراد کی گنجائش ہوتی

ہے۔ان خیموں میں بعض گروپوں کی طرف سے بھی کھانے پینے کا انتظام ہوتا ہے اور خیمہ بستی سے ملحق بازار میں بھی کھانے پینے کی اشیاء بآسانی مل جاتی ہیں۔ خیمہ بستی مکتب نمبر اور خیمہ نمبر پر مشتمل ہوتی ہے، جو حجاج کے شناختی کارڈ پر بھی درج ہوتا ہے۔ موبائل فون وغیرہ کی چارجنگ کے لئے منیٰ میں اپنے ساتھ ملٹی ساکٹس یا کیبل ایکس ٹینشن بھی لے جائیں۔ **سامان برائے قیام منیٰ**: تالے چابی والے ایک بڑے بیگ میں پانچ چھ روزہ قیام کے لئے ضرورت کی تمام بنیادی اشیاء ساتھ لے جائیں۔ باقی سامان اور سوٹ کیس مقفل حالت میں ہوٹل ہی میں چھوڑ جائیں۔ خواتین اور مردوں کے بیگ الگ الگ ہوں۔ **منیٰ سے عرفات اور مزدلفہ روانگی**: کے وقت ہر حاجی صرف ایک مختصر سا کالج بیگ اور پانی کا تھرموس اپنے ساتھ لے جائے اور بڑا بیگ مقفل کر کے یہیں چھوڑ جائے۔

۳۔ میدان عرفات: یہاں بھی ہر مکتب کے لئے الگ الگ قناتیں لگی ہوتی ہیں، جہاں مغرب تک قیام کرنا ہوتا ہے۔ یہاں بیت الخلاء کے سوا کوئی سہولت موجود نہیں ہوتی۔ لہٰذا غیر ہموار فرش پر بیٹھنے، لیٹنے اور نماز کی ادائیگی کے لئے چٹائی نما جائے نماز یا چادر اور ہوا بھرے تکیہ اپنے ہمراہ لے کر آئیں۔ گرمیوں میں دستی پنکھے بھی ساتھ لا سکتے ہیں۔

خطبہ حج: خطبہ حج ریڈیو ٹی وی سے براہ راست نشر کیا جاتا ہے کیونکہ بہت کم لوگوں کے لئے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ مسجد نمرہ میں جا کر خطبہ حج سن سکیں۔ آپ کے گروپ لیڈر زکم از کم دو ایف ایم ریڈیو، اسپیکرز اور فاضل بیٹری سیل ضرور ساتھ لے جائیں تا کہ خواتین اور مرد الگ الگ خطبہ حج سننے کی سعادت حاصل کر سکیں۔

۴۔ مزدلفہ: آفتاب غروب ہوتے ہی لاکھوں حجاج کرام ایک ساتھ مزدلفہ کی طرف چل پڑتے ہیں۔ جن گروپوں کو ٹرانسپورٹ نہیں ملتی وہ پیدل چلنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ حج کا یہ سب سے مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے جو رات کے اندھیرے میں طے کرنا پڑتا ہے۔ مغرب وعشاء کی نماز مزدلفہ پہنچ کر اکٹھے پڑنی پڑتی ہے، خواہ آدھی رات کے بعد ہی مزدلفہ کیوں نہ پہنچیں۔ لاکھوں لوگوں کے رش کی وجہ سے گاڑیاں بھی رینگتی ہوئی چلتی ہیں۔ کوشش کریں کہ آپ اپنے اہل خانہ اور گروپ کے ساتھ ایک ہی گاڑی میں سوار ہوں یا ایک ساتھ پیدل چلیں۔ مزدلفہ میں بیت الخلاء کے سوا کوئی اور سہولت موجود نہیں ہے۔ وسیع وعریض میدان میں کھلے آسمان تلے وقوف کرنا ہوتا ہے۔ مزدلفہ میں جس وقت بھی پہنچیں، مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھے ادا کرنا ہے اور پھر نماز فجر تک وقوف کرنا ہے۔ فجر کی نماز پڑھتے ہی لاکھوں حاجی ایک ساتھ منیٰ کی طرف پیدل چل پڑتے ہیں۔ حج کا یہ دوسرا مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے لیکن دن کی روشنی اور منیٰ پہنچنے کی کوئی جلدی نہ ہونے کی وجہ سے یہ سفر تناؤ کا شکار نہیں ہوتا۔ البتہ لاکھوں حجاج کے ہمراہ انتہائی رش میں بہت زیادہ چلنا پڑتا ہے۔

چند اہم ہدایات

منیٰ۔عرفات۔مزدلفہ۔منیٰ واپسی کا سفر: تقریباً چوبیس گھنٹوں پر مشتمل حج کا سب سے مشکل اور مشقت سے بھرپور مرحلہ یہی ہوتا ہے۔ لہٰذا کوشش کریں کہ اس دوران ہر فرد کے پاس ایک مختصر سا بیگ ہو جسے اسکول بیگ کی طرح پشت پر لٹکایا جا سکے۔ ایک پانی کا تھرموس ہو۔ بیگ میں ایک اضافی احرام (اور خواتین کے لئے اضافی جوڑا) اور ایک اضافی چپل موجود ہو تا کہ احرام ناپاک ہونے اور چپل گم ہونے کی صورت میں تبدیل کئے جا سکیں۔ کچھ خشک خوراک مثلاً بسکٹ وغیرہ بھی لے لیں۔ اگر آپ بلڈ پریشر، ذیابطیس یا اور کسی مرض میں مبتلا ہوں تو کم از کم دو دن کی دوائی کی خوراک بھی ساتھ رکھ لیں۔ اس کے علاوہ احتیاطاً سر درد، بخار اور کھانسی وغیرہ کے لئے بھی چند دوائیاں ساتھ رکھ لیجئے۔

منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے عوامی بیت الخلا: ان تنگ بیت الخلا کے اندر ہی غسل کے لیے شاور بھی نصب ہیں۔ لہٰذا یہاں دورانِ غسل ناپاک چھینٹوں سے بچنے کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر خوشبو والے صابن کی چھوٹی چھوٹی ٹکیاں اور حمام میں احرام کو محفوظ رکھنے کے لئے پلاسٹک کے مضبوط شاپر بیگز اپنے ساتھ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے بیت الخلا میں لے جانا سودمند رہتا ہے۔ مردانہ غسل خانوں کی دوسری طرف زنانہ غسل خانے ہوتے ہیں۔

منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قبلہ رُخ: ان تینوں جگہوں پر قیام اور وقوف کے لیے کی گئیں حد بندیاں قبلہ رُخ نہیں ہیں۔ تاہم جگہ جگہ قبلہ نما کے نشانات آویزاں ہیں۔

مزدلفہ اور کنکریاں: مزدلفہ میں جگہ جگہ کنکریوں کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ ہر حاجی کو کل ۷۰ کنکریاں درکار ہوتی ہیں۔ احتیاطاً ۸۰ کنکریاں فی حاجی چن لیں۔ یہاں پر جگہ جگہ کنکریوں کے پیکٹس بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اگر پیکٹس مل جائیں تو ٹھیک ورنہ خود ہی اپنے لئے اور اپنی خواتین و بچوں کے لئے کنکریاں چُن لیں۔

بالوں کا حلق یا قصر: حج کا واجب رکن، جس کے بغیر حاجی احرام کی پابندیوں سے باہر نہیں آ سکتا۔ منیٰ میں بالعموم حلق یا قصر کا کوئی معقول انتظام نہیں ہوتا۔ گو کہ بعض خیموں میں حجام از خود پہنچ جاتے ہیں۔ جمرات کے قریب حجام کی چند دکانیں موجود ہیں۔ لوگ اپنی مدد آپ کے تحت بھی ایک دوسرے کے بال مونڈتے نظر آتے ہیں۔ آپ کے پاس ریزر یا ہیئر ٹرمشین ہو تو ایک دوسرے کا حلق یا قصر کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسا وہی کر سکتا ہے، جس نے پہلے خود حلق یا قصر کروالیا ہو۔ چند ایک خواتین پہلے اپنے بال اپنے شوہر سے کٹوا کر پھر دوسری خواتین کے بال خود کاٹ سکتی ہیں۔ چھوٹی قینچی اپنے ہمراہ لے جائیں۔

صفا و مروا کی سعی: وھیل چیئر پر طواف وسعی کروانے کے لئے مزدور بھی مل جاتے ہیں۔ کوشش کیجئے کہ اپنے گروپ کے ضعیف مرد و خواتین کو وھیل چیئر پر خود سعی کروائیں۔ اور اگر مزدور لینا ہی ہو تو مزدوری کی رقم پر پہلے سے طے کر لیں۔

طوافِ زیارت کے لئے منیٰ سے بیت اللہ شریف جانے اور آنے کے لیے اگر آپ کے گروپ کی طرف سے انتظام نہیں ہے تو آپ پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے عین ممکن ہے کہ آپ کو میلوں پیدل بھی چلنا پڑے۔ اگر پبلک ٹرانسپورٹ میسر نہ آئے تو منیٰ تا بیت اللہ شریف پیدل بھی جایا جا سکتا ہے۔ اگر پیدل چلنا پڑے تو کسی ایسے گروپ کے ساتھ چلیں، جنہیں راستوں کا بخوبی علم ہو۔ جمرات سے دور مکاتب والوں کو بھی منیٰ والی اپنی قیام گاہ سے جمرات آنے جانے میں کافی پیدل چلنا پڑتا ہے۔

حج بیت اللہ قرآن کے آئینہ میں

بیت اللہ کی کہانی: بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی، وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں کے لیے مرکزِ ہدایت بنایا گیا تھا۔ اس میں کُھلی ہوئی نشانیاں ہیں، ابراہیمؑ کا مقامِ عبادت ہے۔ اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوا مامون ہو گیا۔ لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔ (آلِ عمران......۹۷)

بیت اللہ کی جگہ اللہ نے تجویز کی: یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیمؑ کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔ خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں۔ پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں۔ اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔ یہ تھا (تعمیرِ کعبہ کا مقصد) اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔ (الحج......۳۰)

کعبہ مرکز اور امن کی جگہ ھے: اور یہ کہ ہم نے اس گھر (کعبہ) کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ابراہیمؑ جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو، اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ (البقرۃ......۱۲۵)

ابراھیمؑ و اسمعیلؑ کی دعا: اور یاد کرو، ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے: اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم بنا۔ ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا، جو تیری مسلم ہو۔ ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اور اے رب! ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے (البقرۃ۔۱۲۹)

قیام کا ذریعہ ھے: اللہ نے مکانِ محترم، کعبہ کو لوگوں کے لیے (اجتماعی زندگی کے) قیام کا ذریعہ بنایا اور ماہِ حرام اور قربانی کے جانوروں اور قلادوں کو بھی (اس کام میں معاون بنادیا) تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کے سب حالات سے باخبر ہے اور اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ خبردار ہو جاؤ! اللہ سزا دینے میں بھی سخت ہے اور اس کے ساتھ بہت درگزر اور رحم بھی کرنے والا ہے۔ (المآئدۃ......۹۹)

مناسک حج اور قرآنی ھدایات

حج کی نیت: اللہ کی خوشنودی کے لیے جب حج اور عُمرے کی نیت کرو، تو اُسے پورا کرو، اور اگر کہیں گھر جاؤ تو جو قربانی میسر آئے، اللہ کی جناب میں پیش کرو اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ مگر جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور اس بنا پر اپنا سر منڈوالے، تو اُسے چاہیے کہ فدیے کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ پھر اگر تمہیں امن نصیب ہو جائے (اور تم حج سے پہلے مکے پہنچ جاؤ) تو جو شخص تم میں سے حج کا زمانہ آنے تک عُمرے کا فائدہ اٹھائے، وہ حسبِ مقدور قربانی دے، اور اگر قربانی میسر نہ ہو، تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر، اس طرح پُورے دس روزے رکھ لے۔ یہ رعایت اُن لوگوں کے لیے ہے، جن کے گھربار مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔ اللہ کے ان احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

حج کے ساتھ کاروبار کرنا: حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں۔ جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے، اسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران میں اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو۔ اور جو نیک کام تم کرو گے، وہ اللہ کے علم میں ہوگا۔ سفرِ حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زادِ راہ پرہیزگاری ہے۔ پس اے ہوشمندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔ اور اگر حج کے ساتھ ساتھ تم اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرتے جاؤ، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر جب عرفات سے چلو، تو مشعرِ حرام (مُزدلفہ) کے پاس ٹھیر کر اللہ کو یاد کرو اور اُس طرح یاد کرو جس کی ہدایت اس نے تمہیں کی ہے، ورنہ اس سے پہلے تو تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے۔ پھر جہاں سے اور سب لوگ پلٹتے ہیں وہیں سے تم بھی پلٹو اور اللہ سے معافی چاہو، یقیناً وہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

حج کے بعد: پھر جب اپنے حج کے ارکان ادا کر چکو، تو جس طرح پہلے اپنے آباواجداد کا ذکر کرتے تھے، اُس طرح اب اللہ کا ذکر کرو، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر (مگر اللہ کو یاد کرنے والے لوگوں میں بھی بہت فرق ہے) اُن میں سے کوئی تو ایسا ہے، جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب، ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دیدے۔ ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اے ہمارے رب، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چُکاتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ یہ گنتی کے چند روز ہیں جو تمہیں اللہ کی یاد میں بسر کرنے چاہئے۔ پھر جو کوئی جلدی کر کے دو ہی دن میں واپس ہو گیا تو کوئی حرج نہیں، اور جو کچھ دیر زیادہ ٹھہر کر پلٹا تو بھی کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ یہ دن اس نے تقویٰ کے ساتھ بسر کیے ہوں۔ اللہ کی نافرمانی سے بچو اور خوب جان رکھو کہ ایک روز اس کے حضور میں تمہاری پیشی ہونے والی ہے۔ (بقرۃ:۱۹۶تا۲۰۳)

حالت احرام میں شکار حلال نھیں: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بندشوں کی پوری پابندی کرو۔ تمہارے لیے مویشی کی قسم کے سب جانور حلال کیے گئے، سوائے اُن کے جو آگے چل کر تم کو بتائے جائیں گے۔ لیکن احرام کی حالت میں شکار کو اپنے لیے حلال نہ کرلو، بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ (المآئدۃ......۱)

احرام میں شکار کا کفارہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ تمہیں اُس شکار کے ذریعہ سے سخت آزمائش میں ڈالے گا جو بالکل تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں ہوگا، یہ دیکھنے کے لیے کہ تم میں سے کون اس سے غائبانہ ڈرتا ہے، پھر جس نے اس تنبیہ کے بعد اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے تجاوز کیا اس کے لیے دردناک سزا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! احرام کی حالت میں شکار نہ مارو۔ اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر ایسا کر گزرے گا تو جو جانور اس نے مارا ہو اُسی کے ہم پلّہ ایک جانور اُسے مویشیوں میں سے نذر دینا ہوگا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے۔ اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا۔ یا نہیں تو اس گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا یا اُس کے بقدر روزے رکھنے ہوں گے تاکہ وہ اپنے کیے کا مزا چکھے۔ پہلے جو کچھ ہو چکا اُسے اللہ نے معاف کر دیا۔ لیکن اب اگر کسی نے اس حرکت کا اعادہ کیا تو اس سے اللہ بدلہ لے گا۔ اللہ سب پر غالب ہے اور بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے۔ (المآئدۃ......۹۵)

احرام میں سمندر کا شکار حلال ھے: تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا۔ جہاں تم ٹھیرو وہاں بھی اسے کھا سکتے ہو اور قافلے کے لیے زادِ راہ بھی بنا سکتے ہو۔ البتہ خشکی کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو، تم پر حرام کیا گیا ہے۔ پس بچو اس خدا کی نافرمانی سے جس کی پیشی میں تم سب کو گھیر کر حاضر کیا جائے گا۔ (المآئدۃ......۹۶)

حج اور ھدایاتِ نبوی ﷺ

حج کی فضیلت: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے لیے حج کرے پھر حج کے دوران کوئی فحش بات کرے اور نہ گناہ کرے تو وہ حج کر کے اس طرح بے گناہ واپس لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اسے بے گناہ جنم دیا تھا۔

حج بدل: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ خشعم کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ میرے ضعیف باپ پر حج فرض ہے مگر وہ سواری پر نہیں جم سکتے۔ تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کر لے۔ (بخاری)

تارکِ حج: حضرت علی مرتضیٰؓ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور بیت اللہ تک جانے کی سواری میسر ہو اور وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے: ''بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں''۔ (ترمذی)

حج اور عمرہ پے درپے کرنا: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اور ''حج مبرور'' کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (ترمذی، نسائی) **حاجی سے دعا کروانا:** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لئے کہو۔ کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (مسند احمد)

مقاماتِ میقات: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ والوں کیلئے ذوالحلیفہ کو میقات قرار دیا تھا اور شام والوں کیلئے جحفہ اور نجد والوں کیلئے قرن المنازل اور یمن والوں کیلئے یلملم۔ یہ مقامات یہاں کے رہنے والوں کیلئے بھی میقات ہیں۔ اور جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے غیر مقام کا رہنے والا ان مقامات کی طرف سے ہو کر آئے، اس کی بھی میقات ہیں پھر جو شخص ان مقامات سے مکہ کی طرف کا رہنے والا ہو تو وہ جہاں سے نکلے احرام باندھ لے اسی طرح مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھ لیں۔

آدابِ حرمین شریفین: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کے ''حرم'' ہونے کا اعلان کیا تھا اور میں مدینہ کے ''حرم'' قرار دیئے جانے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے دونوں طرف کے دروں کے درمیان پورا رقبہ واجب الاحترام ہے۔ اس میں خوں ریزی کی جائے اور نہ کسی کے خلاف ہتھیار اٹھایا جائے۔ جانوروں کے چارے کی ضرورت کے سوا درختوں کے پتے بھی نہ جھاڑے جائیں۔ (صحیح مسلم)

احرام: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کنگھی کرنے اور تیل ڈالنے اور چادر تہہ بند پہننے کے بعد مدینہ سے چلے، پھر آپ ﷺ نے کسی قسم کی چادر اور تہہ بند کے پہننے سے منع نہیں فرمایا سوائے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کے جس سے بدن پر زعفران جھڑے۔ پھر صبح کو آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب مقامِ بیداء میں پہنچے تو آپ ﷺ کے صحابہ نے لبیک کہا اور اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالے۔ پھر آپ ﷺ چوتھی ذی الحجہ کو مکہ پہنچے اور آپ ﷺ نے کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور آپ ﷺ اپنی قربانی کے جانوروں کی وجہ سے احرام سے باہر نہیں ہوئے کیونکہ آپ ﷺ ان کے گلے میں ہار ڈال چکے تھے۔ پھر آپ ﷺ مکہ کی بلندی پر مقام حجون کے پاس اترے اور آپ ﷺ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے طواف کرنے کے بعد آپؐ کعبہ کے قریب بھی نہ گئے یہاں تک کہ عرفہ سے لوٹ آئے۔ اور آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کا اور صفا مروہ کا طواف کریں اس کے بعد اپنے بال کترواڈالیں اور احرام کھول دیں۔ اور بال کتروانے کے بعد جس کے ہمراہ اس کی بیوی ہو اس سے صحبت کرنا، خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا سب جائز ہو گیا۔ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ہم حج کے مہینے میں حج کے احرام کے ساتھ مدینے سے نکلے پھر ہم مقامِ سرف میں اترے اور آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: تم میں سے جس شخص کے ہمراہ قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ چاہے کہ اس احرام سے عمرہ کرے تو وہ ایسا کرلے اور جس شخص کے ہمراہ جانور ہو وہ ایسا نہ کرے۔ اُمُّ المومنین عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سال مکہ کی طرف چلے تو ہم میں سے بعض لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض لوگوں نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا اور بعض لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ پس جس نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا وہ احرام سے باہر نہیں ہوا یہاں تک کہ قربانی کا دن آ گیا۔ (بخاری)

مردوں اور عورتوں کے احرام کا فرق: حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حالت احرام میں نہ تو قمیض پہنو اور نہ پاجامہ۔ نہ ہی سر پر عمامہ پہنو اور نہ پاؤں میں

موزے پہنو۔ ایسا کوئی کپڑا بھی نہ پہنو جس کو زعفران یا خوشبو لگا ہو۔ (مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے پہننے اور چہرے پر نقاب ڈالنے اور زعفران یا خوشبو لگے کپڑوں کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ ان کے علاوہ جو رنگین کپڑے وہ چاہیں پہن سکتی ہیں۔ وہ چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں اور شلوار اور قمیض اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔ (سنن ابی داؤد)

بالوں کا حلق اور قصر: سیدنا ابنِ عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں سر کے بالوں کو منڈوا ڈالا تھا۔ سیدنا ابنِ عمرؓ مزید کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اے اللہ سر منڈوانے والوں پر اپنی رحمت فرما۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بال کتروانے والوں پر بھی رحمت کی دعا فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ سر منڈوانے والوں پر رحمت نازل فرما۔ صحابہ نے پھر عرض کیا کہ بال کتروانے والوں پر بھی رحمت کی دعا فرمایئے تو آپ ﷺ نے تیسری بار فرمایا کہ بال کتروانے والوں پر بھی رحمت فرما۔ (بخاری)

تلبیہ پڑھنا: سیدنا ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھتے ہی تلبیہ یعنی لبیک نہیں پکارا۔ البتہ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ کی مسجد کے قریب پہنچے تو تلبیہ پڑھی۔ سیدنا ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عرفہ سے مزدلفہ تک اور مزدلفہ سے منیٰ تک برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا ''اے اللہ میں تیرے دروازہ پر بار بار حاضر ہوں اور تیرے بلانے کا جواب دیتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہر طرح کی تعریف اور احسان تیرا ہی ہے اور بادشاہی تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔ (بخاری) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔ (موطا امام مالکؒ، ترمذی، ابی داؤد، نسائی، سنن ابن ماجہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا مؤمن ومسلم بندہ جب حج یا عمرہ کا تلبیہ پکارتا ہے۔ تو اس کے داہنی طرف اور بائیں طرف اللہ کی جو بھی مخلوق ہوتی ہے خواہ وہ بے جان پتھر اور درخت یا ڈھیلے ہی ہوں وہ بھی اس بندے کے ساتھ لبیک کہتی ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ) عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب احرام باندھ کر تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت کی دعا کرتے اور اس کی رحمت سے دوزخ سے خلاصی اور پناہ مانگتے (مسند شافعی)

حطیم کعبہ کا حصہ ہے: اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے حطیم دیوار کی بابت پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر ان لوگوں نے اس کو کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کعبہ کا دروازہ اس قدر اونچا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قوم نے اس لیے کیا تھا کہ جس کو چاہیں کعبہ کے اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں روک دیں۔ اے عائشہؓ! اگر تمہاری قوم کا دور، جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کے منہدم کر دینے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے اس کو دوبارہ اسی میں شامل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دروازے بناتا ایک شرقی دروازہ اور ایک غربی دروازہ اور میں اس کو ابراہیمؑ کی بنیاد کے موافق کر دیتا۔ (بخاری)

طوافِ کعبہ میں رمل کرنا: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف کرتے تھے تو اس کے تین چکروں میں رمل یعنی دوڑ کر چلا کرتے تھے اور اگلے چار چکروں میں مشی یعنی معمولی چال سے چلا کرتے تھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو بطن المسیل میں سعی (دوڑا) کرتے تھے۔ (بخاری) سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ جب حج کرنے مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے یہ چرچا کیا کہ اب ہمارے پاس ایک ایسا گروہ آنے والا ہے جس کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے پس اس بات کی اطلاع پا کر نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ تین چکروں میں رمل کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان معمولی چال چلیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ مکہ تشریف لاتے تو پہلے طواف میں حجر اسود کا بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے تین میں رمل کرتے۔ (بخاری) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ پہنچے تو سب سے پہلے حجر اسود پر آئے اور اس کا استلام کیا۔ پھر آپ نے داہنی طرف طواف شروع کیا۔ پہلے تین چکروں میں آپ ﷺ نے رمل کیا اور اس کے بعد چار چکروں میں آپ اپنی عام رفتار سے چلے۔ (مسلم) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح کی عبادت ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ طواف میں تم کو باتیں کرنے کی اجازت ہے۔ جو کوئی طواف کی حالت میں کسی سے بات کرے تو نیکی اور بھلائی کی بات کرے۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

حجرہ اسود اور رکن یمانی: امیر المومنین حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ طواف میں حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی ﷺ کو تیرا بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا، اور لاٹھی سے آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ یعنی حجر اسود کو لاٹھی لگا کر اسے چوم لیا۔ (بخاری) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا: خدا کی قسم! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نئی زندگی دے کر اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا۔ اور زبان ہو گی جس سے وہ بولے گا۔ جن بندوں نے اس کا استلام کیا ہو گیا ان کے حق میں سچی شہادت دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ حجر اسود اور رکن یمانی ان دونوں پر ہاتھ پھیرنا گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ ہے۔ جس نے اللہ کے اس گھر کا سات بار طواف کیا اور اہتمام اور فکر کے ساتھ کیا تو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا۔ بندہ طواف کرتے ہوئے جب ایک قدم رکھ کر دوسرا قدم اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ ایک گناہ معاف کرے گا اور ایک نیکی کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا (ترمذی) حضرت عبداللہ بن السائبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حالتِ طواف میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: **رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ** (ابوداؤد) حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دعا پر امین کہتے ہیں جو اسکے پاس یہ دعا کرے کہ: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ االْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ**

(اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔اے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی، اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا) (ابن ماجہ)

زم زم کا پانی: سیدنا ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ایک اور روایت میں سیدنا ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دن اونٹ پر سوار تھے۔(بخاری)

صفا و مروا کی سعی: اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ان کی بہن کے بیٹے عروہ بن زبیرؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول (ترجمہ) ''بے شک صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پھر جو شخص کعبہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے'' (بقرہ۔۱۵۸) کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ واللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر کچھ گناہ نہیں اگر وہ صفا و مروہ کی سعی نہ کرے؟ اُمُّ المومنین عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا کہ اے بھانجے! تم نے بہت بُرا مطلب بیان کیا اگر یہی مطلب ہوتا جو تم نے بیان کیا تو آیت یوں ہوتی (ترجمہ) بے شک کسی پر کچھ گناہ نہ تھا کہ ان کے درمیان سعی نہ کرتا۔ بلکہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مسلمان ہونے سے پہلے ''مناۃ'' بت کی پوجا کرتے تھے۔یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں جب احرام باندھتے تو صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کو گناہ سمجھتے تھے۔لہٰذا جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اس بارے میں دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم صفا و مروہ کی سعی میں حرج سمجھتے تھے۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان سعی کو جاری فرمایا پس کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ صفا و مروہ کی سعی کو ترک کر دے۔(بخاری)

قیامِ منیٰ: سیدنا انس بن مالکؓ سے عبدالعزیز بن رفیع نے پوچھا کہ نبی ﷺ نے ظہر اور عصر کی نمازیں آٹھویں ذوالحجہ کے دن کہاں پڑھیں؟ تو انہوں نے کہا ''منیٰ میں'' اس شخص نے دوبارہ پوچھا کہ نفر کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ تو انہوں نے کہا ''ابطح میں'' پھر سیدنا انسؓ نے کہا کہ تم ویسا ہی کرو جس طرح تمہارے سردار لوگ کریں۔(بخاری) عبدالرحمٰن بن یعمر دئلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: حج وقوف عرفہ ہے۔ جو حاجی مزدلفہ والی رات یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پا لیا اور اس کا حج ہو گیا۔منیٰ میں قیام کے تین دن ہیں (جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) اگر کوئی آدمی صرف دو دن میں یعنی ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کر کے منیٰ سے چل دے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔(ترمذی، ابی داؤد، نسائی، ابن ماجہ، سن)

یومِ عرفہ: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے عرفہ کے دن زوالِ آفتاب کے بعد حجاج کے خیمے کے قریب آ کر بلند آواز دی تو حجاج نے باہر نکل کر پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو تجھے اسی وقت وقوف کے لیے چلنا چاہیئے۔حجاج نے عرض کیا کہ مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں۔ پھر حجاج نکلا تو چل پڑے۔اس موقع پر موجود سالم بن عبداللہ نے حجاج سے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور وقوف میں عجلت کرنا تو وہ حجاج عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھنے لگا۔جب عبداللہ بن عمر نے کہا کہ سالم صحیح کہتے ہیں۔سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے پوچھا گیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عرفات سے روانہ ہوئے تو کس طرح چل رہے تھے؟ تو سیدنا اسامہؓ نے کہا کہ ہجوم میں بھی تیز تیز چل رہے تھے اور جب میدان صاف ہوتا تو اور بھی تیز چلنے لگتے۔(بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندوں کے لئے جہنم سے آزادی اور رہائی کا فیصلہ کرتا ہو۔اس دن اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحمت کے ساتھ عرفات میں جمع ہونے والے اپنے بندوں کے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے اور ان پر فخر کرتے ہوئے فرشتوں سے کہتا ہے کہ دیکھتے ہو! میرے یہ بندے کس مقصد سے یہاں آئے ہیں؟ (صحیح مسلم) تابعی حضرت طلحہ بن عبیداللہ کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: شیطان کسی دن بھی اتنا ذلیل خوار، پھٹکارا ہوا اور جلا بھنا ہوا نہیں دیکھا گیا جتنا وہ عرفہ کے دن دیکھا جاتا ہے۔ایسا صرف اس لیے ہے کہ وہ اس دن رحمتِ الٰہی کو برستے ہوئے اور بڑے بڑے گناہوں کی معافی کا فیصلہ ہوتے دیکھتا ہے۔(مؤطا امام مالک)

ضعیفوں کا وقوفِ مزدلفہ کرنا: اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو اُمُّ المومنین سودہؓ نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چل دیں اور وہ ایک سست عورت تھیں تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دیدی اور وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چل دیں اور ہم لوگ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔مگر مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میں تمنا کرتی تھی کہ کاش میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی ہوتی جس طرح کہ سودہؓ نے لے لی تھی تو مجھے ہر خوشی کی بات سے زیادہ پسند ہوتا۔(بخاری)

وقوفِ مزدلفہ: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ سب لوگوں کے ہمراہ مزدلفہ گئے اور ہم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں۔ ہر نماز کے صرف فرض پڑھے اذان و اقامت کے ساتھ اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا۔ جب صبح کا آغاز ہوا تو فوراً فجر کی نماز پڑھ لی۔نماز سے فراغت پانے کے بعد سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں نمازیں اس مقام یعنی مزدلفہ میں اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں مغرب اور عشاء۔ پس لوگوں کو چاہیئے کہ جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے مزدلفہ میں نہ آئیں اور فجر کی نماز صبح اسی وقت پڑھیں۔ جب خوب سفیدی پھیل گئی تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ اگر امیر المومنین عثمانؓ اب منیٰ کی طرف چل دیتے تو سنت کے موافق کرتے۔چنانچہ امیر المومنین نے کوچ کر دیا۔ پھر سیدنا ابنِ مسعودؓ برابر تلبیہ کرتے رہے اور قربانی کے دن جمرۃ العقبہ کو کنکریاں ماریں۔تب تلبیہ موقوف کر دیا۔امیر المومنین سیدنا عمرؓ نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی پھر آفتاب کے نکلنے سے پہلے ہی کوچ کر دیا۔(بخاری)

حج کی قربانی: سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ہمراہ حج کیا جب کہ آپ ﷺ اپنے ہمراہ قربانی لے گئے تھے اور سب صحابہ نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام سے باہر آ جاؤ اور بال کترواڈالو پھر احرام سے باہر ہو کر ٹھہرے رہو یہاں تک کہ جب ترویہ کا دن

آ جائے تو تم لوگ حج کا احرام باندھ لینا اور یہ احرام جس کے ساتھ تم آئے ہو اس کو تمتع کر دو تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم اس کو تمتع کر دیں حالانکہ ہم حج کا نام لے چکے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں تم کو حکم دیتا ہوں وہی کرو اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جس طرح تم کو حکم دیتا ہوں لیکن اب مجھ سے احرام علیحدہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ قربانی اپنی قربان گاہ پر نہ پہنچ جائے۔ (بخاری) سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ اور حج کے ساتھ تمتع فرمایا اور قربانی لائے پس ذوالحلیفہ سے قربانی اپنے ہمراہ لی اور سب سے پہلے آپؐ نے عمرہ کا احرام باندھا۔ اس کے بعد حج کا احرام باندھا پس اور لوگوں نے بھی نبی ﷺ کے ہمراہ عمرہ اور حج کے ساتھ تمتع کیا اور ان میں سے بعض لوگ تو قربانی ساتھ لائے تھے اور بعض نہ لائے تھے۔ پس جب نبی ﷺ مکہ میں تشریف لے آئے تو لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص قربانی ساتھ لایا ہو وہ احرام میں جن چیزوں سے پرہیز کرتا ہے حج مکمل ہونے تک پرہیز کرے اور جو نہیں لایا اُسے چاہیئے کہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے بال کتروالے اور احرام کھول دے۔ اس کے بعد سات یا آٹھ ذوالحجہ کو صرف حج کا احرام باندھے۔ پھر حج کرے اور قربانی کرے۔ پھر جسے قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے گھر واپس لوٹ کر جائے۔ (بخاری)

قربانی کے جانور: سیدنا مسور بن مخرمۃ اور مروانؓ سے روایت ہے کہ صلح حدیبیہ میں ایک ہزار سے زائد صحابہؓ کے ہمراہ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی ﷺ نے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالا اور عمرہ کا احرام باندھا۔ ایک اور روایت میں کہ آپ ﷺ بکریوں کو قلادہ پہنا کر روانہ کر دیتے تھے اور حج پر نہ جانے کے باعث اپنے گھر میں بغیر احرام کے رہتے تھے۔ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے۔ (بخاری)

اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے اونٹ کو نحر کرنے کے لیے بٹھا رکھا تھا تو انہوں نے کہا کہ اس کو کھڑا کر کے اس کا پیر باندھ دے پھر اس کو نحر کر کیونکہ یہی محمد ﷺ کی سنت ہے۔ امیر المومنین سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں قربانی کے جانوروں کے پاس کھڑا رہوں اور ان کی بنوائی کی اجرت میں قصاب کو گوشت یا کھال وغیرہ نہ دوں۔ سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور وہ بھی صرف منیٰ میں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے ہمیں اجازت عنایت کی اور فرمایا کہ کھاؤ اور ساتھ لے جاؤ۔ پس ہم نے کھایا بھی اور ساتھ بھی لے کر آئے۔ (بخاری)

یومِ نحر عظمت والا دن: حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) ہے۔ اس کے بعد اس سے اگلا دن یوم القر (۱۱ ذی الحجہ) کا درجہ ہے۔ اس کے بعد (یعنی ۱۲ ذی الحجہ) اگر کی جائے تو ادا تو ہو جائے گی۔ ایک دفعہ پانچ یا چھ اونٹ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے قریب لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا، تاکہ پہلے اسی کو آپ ذبح کریں۔ (ابوداؤد)

طوافِ زیارت: حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کو دسویں ذی الحجہ کی رات تک مؤخر کرنے کی اجازت دی۔ (گو طوافِ زیارت ۱۰ ذی الحجہ کے دن افضل ہے تاہم اس دن کے ختم ہونے کے بعد رات میں بھی کیا جاسکتا ہے)۔ حضرت حارث ثقفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہیئے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔ (مسند احمد)

جمرات کی رمی کرنا: سیدنا عبداللہ مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ جب بڑے جمرے کے پاس پہنچے تو انہوں نے کعبہ کو اپنی بائیں جانب کر لیا اور منیٰ کو اپنی دائنی طرف اور سات کنکریوں سے رمی کی اور کہا کہ اسی طرح سے نبی ﷺ نے رمی کی۔ سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ پہلے جمرے کو سات کنکریاں مارتے تھے ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے اس کے بعد آگے بڑھ جاتے تھے یہاں تک کہ نرم ہموار زمین میں پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو جاتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے پھر درمیان والے جمرہ کی رمی کرتے اس کے بعد بائیں جانب چلے جاتے اور نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور یونہی کھڑے رہتے پھر وادی کے نشیب سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے بلکہ واپس آجاتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ (بخاری)

طوافِ وداع: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ان کا آخری وقت کعبہ کے ساتھ ہو یعنی مکہ سے واپسی کے وقت کعبہ کا طواف کر کے جائیں مگر حائضہ عورت کو یہ معاف کر دیا گیا تھا۔ سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جو عورت طوافِ زیارت کے بعد حائضہ ہوئی ہو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ طوافِ وداع کیے بغیر مکہ سے چلی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حائضہ عورتوں کو ایسا کرنے کی اجازت تھی۔ (بخاری)

مدینۃ النبیؐ: حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ لوگوں کا دستور تھا کہ وہ درختوں کا نیا پھل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے، آپ اس کو قبول فرما کر اس طرح دعا فرماتے: اے اللہ! ہمارے پھلوں اور پیداوار میں برکت دے، اور ہمارے شہر مدینہ میں برکت دے، اور ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت دے! الٰہی! ابراہیمؑ تیرے خاص بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ کے لئے تجھ سے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے تجھ سے ویسی ہی دعا کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

مسجد نبویؐ: حضرت ابو ہریرہؓ مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتا۔...... میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے۔ (صحیح مسلم)

روضہ رسولؐ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (بیہقی، طبرانی)...... جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گی (بیہقی)۔

مدینہ میں مرنے اور دفن ہونے کی فضیلت: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس کی کوشش کر سکے کہ مدینہ میں اس کی موت ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ مدینہ میں مرے۔ میں ان لوگوں کی ضرور شفاعت کروں گا جو مدینہ میں مریں گے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی)۔